بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

14-004: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:69-73)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کادرس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ‏ ۝٦٩ ذٰ لِكَ الۡـفَضۡلُ مِنَ اللّٰهِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيۡمًا ۝٧٠﴾ (النساء:69-70)

﴿وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ﴾: اور جو فرمانبرداری کرتا ہے اللہ تعالی کی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

﴿فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ﴾: تو یہ لوگ جو ہیں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے۔

﴿مِّنَ النَّبِيّٖنَ﴾: انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے۔

﴿وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ﴾: صدیقین میں سے۔

﴿وَالشُّهَدَآءِ﴾: شہداء میں سے۔

﴿وَالصّٰلِحِيۡنَ﴾: اور صالحین میں سے۔

﴿وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ‏ ۝٦٩﴾: اور یہ اچھے ساتھی ہیں۔

یہ عظیم آیت جو ہے اس میں بہت ہی عظیم اور پیارے پیغامات ہیں، اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کے تعلق سے پچھلی کئی آیات میں کچھ احکام اور مسائل گزرے ہیں اور اس آیت میں بہت بڑی خوشخبری ہے یعنی:

(۱) ایک تو فرمانبرداری کرنی ہے وہ فرض ہے جیسے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اسی کے مطابق ہم نے فرمانبرداری کرنی ہے۔

(۲) جو قرآن اور سنت میں دلائل موجود ہیں اُن کی روشنی میں ہم نے خبر کی تصدیق کرنی ہے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور جس سے منع کیا گیا اُس سے ہمیں رُک جانا ہے، اور اس اطاعت کا حق ادا کرنا ہے۔ یہ تو ایک طرف ہے۔

اب جو فرمانبرداری کا حق ادا کرتا ہے اسے ملے گا کیا اور یہ فرمانبرداری کیسے مکمل ہو گی اس کا حق کیسے ادا ہو گا، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، اور اصل مسئلہ یہ ہے اس میں ایک خوشخبری ہے کہ اطاعت کو جوڑ دیا گیا ہے ایک بہت بڑے انعام اور احسان سے اور وہ ہے "ساتھ"۔

جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اب جو بہت بڑا انعام اور احسان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اُجر عظیم ہے کامیابی تو ہے دنیا اور آخرت کی اور اُن کی جو ایک خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خصوصی طریقے کا ایک ساتھ بھی ہوگا کس کے ساتھ؟

﴿النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ﴾: تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ جنت۔

آپ کو پتہ ہے کہ جنت کے درجات ہیں ایک مقام نہیں ہے بلکہ ایک سے بڑھ کر ایک مقام ہے ایک سے بلند ایک مقام ہے اور ہر مقام میں جو انعامات ہیں اور اس میں جو آسائشیں ہیں اور جو لذتیں ہیں وہ مختلف ہیں اور بڑھ کر ہیں ایک دوسرے سے۔

تو ایک سے زیادہ صحابہ کا قصہ ہے اب یہ آیت نازل کیوں ہوئی ہے؟

کہ یہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوتے ہیں سامنے ہوتے ہیں تو بہت ہی خوش ہوتے جب گھر چلے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہی زیادہ یاد کرتے مِس (Miss) کرتے اور پریشان ہو جاتے دکھی ہو جاتے تو ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غمزدہ صحابی سے پوچھا کہ خیریت تو ہے آپ کیوں پریشان ہو؟ اُس نے کہا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سچ بات تو یہ ہے کہ جب آپ کے قریب آپ کے سامنے ہوتا ہوں آپ میرے سامنے ہوتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہوں میں اور جب آپ کی مجلس سے اُٹھ کر چلا جاتا ہوں اپنے گھر کی طرف یا کسی اور کام میں تو آپ کی بہت یاد آتی ہے پھر جب آپ سے ملاقات ہوتی ہے پھر وہ خوشی واپس آجاتی ہے مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ جب آپ جنت میں جائیں گے آپ کو بہت بلند مرتبہ اور مقام عطا کیا جائے گا اور میں بھی اگر جنت میں داخل ہوا تو مجھے تو کم درجہ ملے گا آپ سے ملاقات تو نہ ہو پائے گی ناوہاں پر تو یہ غم مجھے کھائے جا رہا ہے"۔

بڑے لوگوں کی بڑی سوچ اور بڑی تمنا بڑی چاہت یہ عام بات تھوڑی ہے! ایک تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو خاص چنا ہے اور صحابی بنایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عام بات نہیں ہے!

جیسے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (یہ کوئی کوانسیڈینس (Coincidence) نہیں ہے کہ اچانک یہ جو موجود تھے لوگ انہوں نے ایسے ہونا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں آگئے، نہیں نہیں نہیں!) صحابہ کو خاص چنا ہے کہ یہ فلاں اور فلاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوگا، اور سب سے پاک دل لوگ سب سے اچھے لوگ اپنے زمانے کے۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے اب کیا جواب دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا ہے۔

دوسرے صحابی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی لے کر آتے تھے اور وضو کراتے تھے تو ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو انہوں نے کیا مانگا؟ جنت میں آپ کا ساتھ۔

ڈیمانڈ دیکھی ہے! چلو دنیا میں سے کوئی چیز مانگ لیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا اچھا موڈ تھا کہ چلو مانگو کیا مانگتے ہو یا اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے آپ کو دلاتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی خدمت کرتا ہوں وضو کا پانی لے کر آتا ہوں جوتے اٹھا لیتا ہوں آپ کا ساتھ ہے؛ تو اتنی محبت دل میں ہے کہ آپ سے رہا نہیں جاتا جب آپ قریب نہیں ہوتے آپ کو نہیں دیکھتا ہوں تو پھر بڑی تنگی محسوس ہوتی ہے!

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کیا چاہتے ہو بتاؤ؟"مُرَافَقَتَكَ فِي الجَنَّةِ"(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا جنت میں ساتھ چاہیے اور کچھ نہیں چاہیے)، کوئی اور؟! بس یہی چاہیے، اور نہیں چاہیے؟! نہیں کچھ نہیں چاہیے؛ پھر:"أَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ"(آپ میری اور اپنی مدد کرو کثرت سے سجدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو)۔

کثرت سے سجدہ ہوگا اطاعت کا حق ادا ہوگا جنت میں داخلہ ہوگا پھر ساتھ ہو سکتا ہے مرافقت ہو سکتی ہے (سبحان اللہ)، الغرض تو یہ آیت نازل ہوئی ہے ہر اُس صحابی کے لیے اور ہر اُس شخص کے لیے جو اس پر عمل کرے گا۔

جو صحابی نہیں ہے وہ اس درجے پر فائز ہو سکتا ہے؟ ہو سکتا ہے لیکن کیسے؟ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے؟ ساتھ سے ابتداء نہیں ہوئی ہے انتہا ساتھ سے ہوئی ہے۔

﴿مَعَ﴾ بعد میں ہے پہلے کیا ہے؟﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ شرطیہ ہے: یہ شرط ہے اور صیغۃ العموم ہے کہ کوئی بھی ہو چاہے اُس زمانے کا صحابی ہو چاہے بعد میں آنے والا کوئی شخص ہو صیغۃ العموم ہے یہ۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ شرط یہ ہے اطاعت ہے: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہوگئی ہے حق ادا ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے اس کے مطابق ہوا ہے اپنی من مانی اپنی مرضی نہیں چلتی اطاعت میں۔

اطاعت میں اتباع ہوتی ہے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب میں نے بات کی ہے واجب بھی دیا تھا کیسے ہوتی ہے؟ کچھ لوگ حقوق النبی بھی کہتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق بھی اسے کہتے ہیں) اس سے اطاعت مکمل ہوتی ہے:

(۱) سب سے پہلے رسالت پر ایمان، ایمان نہیں تو اطاعت ناممکن ہے۔

(۲) پھر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

متبع کہتے ہیں پیچھے چلنے والے کو، نقش قدم پر چلنے والے کو اتباع ایسے ہوتی ہے آگے نہیں ہوتے اپنی مرضی نہیں ہوتی۔

جو متبع ہوتا ہے وہ کسی اور کی مرضی کے تابع ہوتا ہے نا کہ آگے ہوتا ہے اسے تابع کہتے ہیں نا؟ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(۳) اور پھر محبت کرنا اور محبت کا حق ادا کیا جاتا ہے، اس کے بعد؛

(۴) احترام اور توقیر کرنا، اس کے بعد؛ (۵) درود بھیجنا، اس کے بعد؛

(۶) اگر نزاع ہو جائے تو واپس پلٹنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حیات میں اور سنت کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد (قرآن اور سنت کی طرف)۔

(۷) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ کر دیں تو اس کو تسلیم کرنا ہے گزر چکا ہے پچھلی آیات میں:﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾﴾(النساء:65): بات ہی ختم ہوگئی!

ظاہری اور باطنی تسلیم، سر خم کر کے تسلیم کرنا ہے ظاہر سے بھی اور باطن سے بھی یہ نہیں کہ اچھا سوچتے ہیں یا دل میں کہیں کہ اچھا مان تو لیا ہے لیکن دل میں پھر بھی کچھ خلش باقی ہے، نہیں! ﴿وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾: حرج بھی نہیں ہے دل میں اور مکمل تسلیم کر لیا ہے۔

اب ایسا حق ادا ہو گیا ہے: ﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم﴾: اللہ تعالیٰ نے خاص انعام کیا ہے اپنے خاص چند لوگوں پر چار کا ذکر ہے سنیں ذرا کون ہیں:

(۱) ﴿النَّبِيِّينَ﴾: جمع نبی ہے اور نبی وہ ہوتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے سب سے عظیم سب سے پیارے بندے ہیں معصوم ہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام معصوم ہیں عن الخطأ: ﴿النَّبِيِّينَ﴾۔

توسب سے پہلی خوشخبری ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ساتھ ہو گا۔

دنیا میں ممکن ہے؟ دنیا میں تو نہیں ہے صحابہ ساتھ تھے بعد میں تو ختم ہو گیا لیکن جنت میں ساتھ ہو گا: ﴿النَّبِيِّينَ﴾۔

(۲) ﴿وَالصِّدِّيقِينَ﴾: جمع صدیق ہے اور صدیق وہ ہے جو سچائی کو مان لیتا ہے قبول کر لیتا ہے اور خود سچا ہوتا ہے اور سچ کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے، بہت بڑا سچا انسان اور سچ کو ماننے والا جو پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے اس کو من و عن سے تسلیم کیا سچ مانا ہے اور اس کی حد تک پہنچا ہے انتہا تک پہنچا ہے صدیق ہے۔

اور اس پر عمل بھی کیا ہے عمل سے اس کو ثابت کیا ہے (سچائی کو عمل سے ثابت کیا ہے) اسے صدیق کہتے ہیں۔

(۳) اور ﴿الشُّهَدَاءِ﴾: جمع شہید ہے اور شہید کہتے ہیں اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی دین کی سربلندی کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد فی سبیل میں قتل ہو جائے اسے شہید کہتے ہیں۔

(۴) اور چوتھے نمبر پر ہے ﴿وَالصَّالِحِينَ﴾: جمع صالح ہے یہ وہ شخص ہے جس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں، مومن ہے موحد ہے متبع سنت ہے اور عمل صالح کرنے والا ہے۔

﴿الصَّالِحِينَ﴾: جمع صالح ہے جس کا ظاہر اور باطن دونوں صالح ہیں، نیت کا بھی اچھا ہے اخلاص کا بھی اچھا ہے زبان کا بھی اچھا ہے قول کا بھی اچھا ہے فعل کا بھی اچھا ہے کردار کا بھی اچھا ہے اخلاق کا بھی اچھا ہے صالح انسان ہے، عقیدہ بھی صحیح ہے عبادات بھی صحیح ہیں معاملات بھی صحیح ہیں اس کو کہتے ہیں نیک انسان۔

اور اس آیت میں صحابہ کا بہت بڑا ذکر ہے ذکر خیر ہے:

(۱) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سب سے عظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۲) اور ہر نبی کے صدیقین ہوتے ہیں اور سب سے بڑا صدیق ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (ابو بکر صدیق صدیقین میں سب سے بڑے)۔

(۳) شہداء میں تین شہید "عمر، عثمان، اور علی" شہید کر دیئے گئے کہ نہیں؟

خلفائے راشدین میں ایک صدیق ہے اور تین باقی شہداء ہیں، اور باقی صحابہ صالحین ہیں کمال ہے! اور یہ خوشخبری ہر اس شخص کے لیے ہے جس نے اس زمانے کو تو نہیں پایا جو سب سے بہترین زمانہ تھا تین پہلی صدیاں جو ہیں خیر القرون جو ہیں لیکن بعد میں آکر ان کی اتباع کا حق ادا کیا ہے۔

گزرے ہوئے اچھے لوگ صدیقین شہداء اور صالحین ان میں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے سرفہرست۔ (۲) پھر ابو بکر صدیق۔

(۳) پھر تینوں شہید جو خلفائے راشدین باقی تین ہیں۔ (۴) اور پھر باقی صحابہ ہیں۔

یہ ہمارے اسلاف صالحین ہیں ان کی اتباع کرنے والے کو سلفی کہتے ہیں، منہج السلف قائم ہے فہم السلف پر ان کے فہم کے مطابق ہم نے قرآن اور سنت کو سمجھنا ہے تب جا کر اتباع کا حق ادا ہوتا ہے اور اطاعت کا حق ادا ہوتا ہے اور تب جا کر پھر اس ساتھ کا امکان ہوتا ہے تو اس انعام کو اس احسان کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

آپ نے اتباع کا حق ادا کرنا ہے طریقہ آسان ہے اس لیے سورۃ الفاتحہ میں ہم کیوں دعا کرتے ہیں بار بار پتہ ہے؟

سورۃ الفاتحہ: ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ‏ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾: کو جوڑ دیں اس آیت کے ساتھ: ﴿وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ‏ ۶۹﴾: اور بہت ہی اچھا اور پیارا ساتھ ہے جو ان کا ساتھی ہو یا جس کے یہ ساتھی ہوں ان کا ساتھ جیسا کسی کا ساتھ نہیں ہے:

﴿حَسُنَ﴾: سب سے اچھا ہے خوبصورت اور پیارا ساتھ ہے۔

اگر تصور کریں جنت میں آپ کس مجلس میں ہیں کس کے ساتھ بیٹھیں ہیں کہ آپ کے دائیں بائیں صحابہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے بیٹھے ہیں اس سے بڑا کوئی انعام سوچ سکتے ہیں آپ!

جبکہ سب سے بڑا انعام تو اللہ تعالی کا دیدار ابھی باقی ہے وہ سب سے بڑا انعام اور احسان ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ جنت میں بہت سارے لوگ موجود ہیں اور آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ صحابہ کرام کی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہیں یہ خاص انعام اور احسان ہے لیکن ہے خاص بندوں کے لیے یہ سب کے لیے نہیں ہے، آپ نے اتباع کا حق ادا کرنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حق ادا کرنا ہے جس سے اللہ تعالی کی اطاعت کا حق ادا ہوتا ہے تب جا کر یہ انعام حاصل ہو سکتا ہے اور یہ محض اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہے اس لیے اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ذٰ لِكَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰهِ﴾ (النساء:70)

یہ فضل صرف اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے یہ نہ کہنا کہ میں نے بڑا کام کیا ہے میں اتباع کرنے والا ہوں میں سلفی ہوں میں یہ کام کر سکتا ہوں میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا، نہیں! ہم تم کچھ نہیں ہیں ہمارے ذمہ ایک کام لگا ہے ہم نے وہ کام کرنا ہے اللہ تعالی سے دعا کرنی ہے۔

کیوں بار بار کہتے ہیں ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ‏﴾ (الفاتحہ:5) جبکہ پڑھ نماز رہے ہیں؟ کیونکہ ثابت قدمی مشکل ہے۔

شکوک اور شبہات: ﴿الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (الفاتحہ:7): کے جو شبہات ہیں وہ ہر طرف سے گھیر کر کے رکھتے ہیں، الشہوات الشبہات ہر طرف ہیں گھیر کرر کھا ہے پاؤں ڈگمگا سکتے ہیں جبکہ پڑھ نماز رہے ہیں دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں سینے پر آنکھیں اور سر جھکا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہے ہیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔

ہر نماز میں؟ ہر نماز میں (سورۃالفاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی چاہے فرض یا نفل ہو جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے)۔

تو یہ دعا بار بار کیوں مانگ رہے ہیں؟ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں ہے اگر یہ دعا قبول ہو گی تو دنیا میں بھی کامیابی آخرت میں بھی کامیابی ہے؛ کہاں تک کامیابی جاسکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ جنت میں مل سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر انعام کوئی ہے؟!

اس لیے کیوں یہی دعا مانگتے ہیں؟ دیکھیں ضرورت مال کی بھی ہے اولاد کی بھی ہے اچھے دوستوں کی بھی ہے اچھے ماحول کی بھی ہے اچھی دنیا کی بھی ہے اچھی آخرت کی بھی تو ہے نا؟! لیکن اچھی آخرت سب کی برابر ہوتی ہے کیا؟

اس لیے سب سے اچھی آخرت کے لیے جنت میں سب سے اچھا مقام حاصل کرنا ہے وہ کیسے ممکن ہو گا؟ حسن اتباع سے۔

حسن اتباع نہیں ہے تو مکمل اُجر نہیں ہے مکمل اتباع نہیں ہے تو پھر یہ خوشخبری جو ہے یہ نہیں ملے گی، ہاں جنت میں کوئی اور جگہ مل سکتی ہے۔

اور یہ نہ بھولیں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے: ﴿ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ﴾: یہاں پر تکبر کا گھمنڈ کا کوئی ذرّہ برابر بھی شائبہ یا کوئی گنجائش نہیں ہے محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ممکن ہے یہ اس لیے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کرم کرنے والا ہے کوئی اور نہیں دے سکتا، دنیا کی کوئی طاقت بھی آپ کو یہ مقام نہیں دے سکتی دیکھ لیں دنیا کی ساری زندگی کا پیسہ لگا دیں نہیں مل سکتا! ساری دنیا قربان کر دیں نہیں مل سکتا!

راستہ ایک اتباع کا راستہ ہے اسے کہتے ہیں "الصراط المستقیم ، سبیل المؤمنین، ومنهج السلف الصالحين" مختلف نام ہیں جملے ہیں لیکن معنی ایک ہی ہے ایک ہی راستہ ہے اور یہ راستہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ہے یہی راستہ صدیقین کا شہداء اور صالحین کا ہے، یہی راستہ صحابہ کا ہے۔

کرنا کیا ہے؟ جیسا کہ صحابہ نے سلف صالحین نے قرآن اور سنت کو سمجھا ہے ہم نے ویسے ہی سمجھ کر عمل کرنا ہے بات ہی ختم ہے!

یعنی صحابہ کے لیے کتنا مشکل تھا کہ ایک تو دنیا کو بھی دیکھنا ہے پھر علم بھی حاصل کرنا ہے پھر صحیح سمجھنا بھی ہے پھر عمل بھی کرنا ہے اس لئے بعض صحابہ سے غلطی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً درست کر دیتے، ایک صحابی نے غلط نماز پڑھی تین مرتبہ فرمایا "تم نے نماز نہیں پڑھی جا کر دوبارہ پڑھو"، تصحیح کر دی ہے۔

تو آہستہ آہستہ سیکھتے بھی تھے سمجھتے بھی تھے عمل بھی کرتے تھے انہوں نے براہ راست علم کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس لیے پھر ہمیں بھی یہی حکم دیا ہے کہ آپ نے اُن کے راستے کی اتباع کرنی ہے صحابہ کے راستے کی اتباع کرنی ہے، تمہارا عقیدہ تمہارا منہج صحابہ جیسا ہے پھر تو کامیابی ممکن ہے اگر نہیں ہے تو ناکامی ہے بدعت ہے (سوال ہی نہیں پیدا ہوتا) اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعت کا ٹھکانہ جہنم ہے یاد رکھیں۔

تو دوراستے ہیں،ایک صراط مستقیم ہے،باقی جتنے راستے بھی ہیں وہ اِس سے دور کے راستے ہیں جو گمراہی کے راستے ہیں اگر آپ گمراہی کے راستے سے بچنا چاہتے ہیں تو منہج سلف الصالحین کو اپنائیں۔

کیسے اپنانا ہے؟ قرآن اور سنت کو سمجھیں جیسے انہوں نے سمجھا ہے پھر عمل کریں، پہلے صحیح سمجھیں پھر عمل کریں اپنا عقیدہ بھی اسی اعتبار سے آپ کی جو عبادات ہیں وہ بھی اسی اعتبار سے آپ کے معاملات بھی اسی اعتبار سے اور آپ کے اخلاق اور آداب بھی اسی اعتبار سے ہوں تب جا کر یہ مسلمان اس درجے پر حاصل ہوتا ہے کہ اس نے سلف صالحین کے منہج کو راستے کو اپنایا ہے اور اس راستے کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے اندر موت بھی آجائے تو اس سے بہتر کوئی مرنے والا شخص نہیں ہے کیونکہ آگے انجام کیا ہے؟ ﴿مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا﴾: سب سے بہترین دوست سب سے بہترین لوگ جن کے ساتھ آپ رہ سکتے ہیں وہ وہی ہیں جو جنت میں جائیں گے۔

دنیا میں اس وقت جو آپ کے دوست ہیں وہ دیکھ لیں کون ہیں اگر یہ وہ دوست ہیں جو آپ کو اس راستے پر لگاتے ہیں اور اس راستے پر آگے لے جانا چاہتے ہیں جو سلف کا راستہ ہے تب تو ان سے اچھا کوئی دوست نہیں ہے،اور اگر کوئی اور شخص جو آپ کو اس راستے سے دور کرنا چاہتا ہے ہٹانا چاہتا ہے تو اس سے بُرا کوئی دوست نہیں ہے۔

اس لیے جو یہاں پر آپ کے دوست ہیں وہ آپ کو متعین کر دیتے ہیں کہ آپ نے وہاں پر مرنے کے بعد کس کے ساتھ رہنا ہے اور وہاں پر آپ کے دوست کون ہوں گے، جتنا آپ اس راستے کا حق ادا کرتے ہیں اس میں مضبوطی حاصل کرتے ہیں اتنا ہی جنت میں آپ کو یہ جو حق ہے ملے گا ،اور یہ ساتھ جو ہے انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کا ان شاءاللہ یہ بھی اسی اعتبار سے آپ کو حاصل ہوگا معاملہ کوئی مشکل نہیں ہے کوئی راکٹ سائنس (Rocket science) نہیں ہے۔

جیسے کہتے ہیں نا کہ راکٹ سائنس (Rocket science) ہے بہت مشکل ہے ہم کیا کریں تو آسان ہے کہ نہیں؟!

دیکھیں کس کے پیچھے لوگ لگتے ہیں؟ کسی ایک عالم کو پکڑ لیا اس کی اندھی تقلید کر کے باقی نصوص چھوڑ دیئے اور ایک بندے کی بات مانی یہ بندہ معصوم ہے کیا جتنا بڑا امام لے لیں آپ؟!

بڑا صحابی لے لیں آپ ابو بکر صدیق معصوم ہیں؟ عمر معصوم ہیں؟ عثمان، علی کوئی صحابہ معصوم ہے؟ صحابی الگ سے معصوم نہیں ہے اجماع صحابہ معصوم ہے،اجماع المسلمین مآخذ الدين معصوم ہے، لیکن افراد الناس انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بغیر کوئی معصوم نہیں ہے۔

تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک شخص کے پیچھے لگ کر اس کے دین پر ویسے عمل کرنا جیسے اُس نے کہا ہے باقی سب کو چھوڑ دو اگرچہ حدیث کے مخالف ہو قرآن کے مخالف ہو ایک کی اتباع کریں باقی چھوڑ دیں انصاف ہے؟!

اس لیے یہاں پر صیغۃ الجمع ہے "اِن کے ساتھ"۔

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾: سورۃ الفاتحہ میں وہ بھی جمع کا صیغہ ہے "اُن کے ساتھ"۔

کیونکہ افراد معصوم نہیں ہے اجماع معصوم ہے تو یہ راستہ بالکل واضح ہے؛ باقی سارے راستے چھوڑیں کوئی خواب کے ذریعے سے کوئی کشف کے ذریعے سے کوئی مراقبہ کرکے کوئی فتویٰ دیتا ہے کوئی خواب کی بنیاد پر کوئی عمل کرنا چاہتا ہے کوئی عقل کو آگے کرکے عمل کرنا چاہتا ہے اپنا عقیدہ بنانا چاہتا ہے، کہتا ہے کہ حدیث احاد ہے اور اپنے اصول بنادیتا ہے سنّی مانتا ہے عقیدے میں۔

یہ کہاں ہے کہ راستے ہیں بھئی کیا صحابہ اور سلف نے یہ راستے ایجاد کیے تھے؟! کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی راستے صحابہ کو سکھائے تھے؟! کیا اسی پر عمل کرتے تھے صحابہ اور سلف صالحین؟! نہیں!

وہ کیوں بچ گئے تھے کیوں خیر القرون میں تھے؟ اور کیوں بار بار خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو راضی کرے گا؟ کیونکہ انہوں نے اس کا حق ادا کیا ہے، اتباع رسول کا حق ادا کیا ہے اطاعت کا حق ادا کیا ہے تو وہ اس درجے پر پہنچے ہیں، ان کے بعد میں آنے والے جب یہی حق ادا کریں گے وہ بھی اُن کے درجے تک پہنچ جائیں گے اُن کے ساتھ ان شاءاللہ جنت میں ان کا ساتھ حاصل ہو سکتا ہے اس لیے راستہ مشکل نہیں ہے۔ مشکل کس کے لیے ہے؟ جو اس پر چلنا نہیں چاہتا جو سمجھنا نہیں چاہتا۔

دیکھیں اگر آپ نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے اور نہیں سمجھنا چاہتے تو کوئی سمجھا سکتا ہے؟!

میں آپ کو یہ نہیں کہہ رہا کہ دس مختلف علماء کے اقوال میں سے جو آپ کو پسند ہے وہ لے لو اختلاف ہوگا کہ نہیں کیونکہ آپ کو فلاں کا آپ کو فلاں کا آپ کو فلاں کا پسند ہوگا میں یہ کہہ رہا ہوں جس پر اجماع ہے صحابہ کا سلف کا اس کو کیوں نہیں لیتے آپ؟! اس میں ہمارا اتفاق کیوں نہیں ہو سکتا؟!

جس پر فروعی مسائل میں اختلاف ہوا ہے اگر ہمارا اختلاف ہو جاتا ہے ان مسائل میں اس کی تو گنجائش ہے لیکن اصولی مسائل میں جن مسائل پر صحابہ اور سلف کا اجماع ہے کوئی اختلاف نہیں تھا اسی میں ہمارا اختلاف کیوں ہے؟!

لاالہ الااللہ میں کوئی اختلاف تھا؟ اللہ تعالیٰ کہاں پر ہے؟ عرش پر ہے اللہ تعالیٰ اس پر کوئی اختلاف تھا؟

سب کا ایک ہی قول تھا آج اختلاف کیوں ہے؟! آج کیوں لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟!

یہ صحابہ کے زمانے میں تھا صحابہ میں سے کسی نے کہا ہے؟! سلف میں سے کسی نے کہا ہے تو دکھادیں کسی نے نہیں کہا!

تو یہ راستہ جو ہے یہ گمراہی کا راستہ ہے آپ نے واپس پلٹنا ہے صراط مستقیم کی طرف اور اس راستے کو مضبوطی سے تھامنا ہے اور سلف صالحین کے راستے کو مضبوطی سے تھامنا ہے اس کو سمجھنا ہے اس پر عمل کرنا ہے، واللہ! نجات کا یہی ذریعہ ہے۔

اس لیے "الطائفۃ المنصورۃ" یہ خوشخبری ہے، "الفرقۃ الناجیۃ" یہ خوشخبری ہے یہی لوگ ہیں، اب انعام اور احسان اس پر اگر دنیا میں آپ نے اس کا ساتھ دیا ہے اور آخرت میں دیکھیں انجام کیا ہے وہ کس کے ساتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی کا اُجر ضائع نہیں کرتا واللہ! اخلاص نیت کے ساتھ کہ دل میں یہ نیت ہے کہ میں اتباع کروں گا اس کا حق ادا کروں گا اور کوشش کرتا رہوں گا؛ شیطان کے بہکاوے آئیں گے شکوک ہیں شبہات ہیں شہوات ہیں اس سے بچتے بچاتے کرتے کراتے اگر اسی پر خاتمہ ہو جائے تو واللہ! اس میں خیر وعافیت ہے لیکن دل اگر کبھی اِدھر کی طرف جا رہا ہے کبھی اُدھر کی طرف جا رہا ہے گمراہی ہے اس کی بات سن لی کبھی اس کی بات

سن لی تو دیکھیں حق میں کبھی کمپرومائز (Compromise) نہیں ہوتا کسی کے پریشر (Pressure) میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ نے قبر میں اکیلے جانا ہے آپ اپنی قبر میں اکیلے حساب دیں گے کوئی آپ کا یار دوست اور احباب آپ کا کوئی استاد کوئی شیخ کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہوگا وہاں پر آپ کا عمل ہوگا آپ کی نیکیاں ہوں گی آپ کا ایمان ہوگا جو آپ کر کے گئے ہیں وہی آپ کے ساتھ ہوگا اور اس کا آپ نے وہاں پر حساب دینا ہے اور انجام بھی اسی کے مطابق ہوگا اس لیے ابھی اپنا عقیدہ درست کریں اپنا منہج درست کریں اور اسی پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ تاکہ خاتمہ بھی اسی پر ہو تو ان شاءاللہ اس میں خیر وعافیت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگلی آیات میں دیکھیں جو سب سے مشکل عمل ہے دین میں جس میں اس اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کا حق ادا بھی ہوتا ہے اور پھر آزمائش بھی ہے کہ حق ادا ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا وہ کون سا عمل ہے؟" جہاد فی سبیل اللہ"۔

دیکھیں نماز تو آسان ہے کمپیریٹولی (Comparatively) کیونکہ آپ نے وضو کرنا ہے نماز کے لیے جانا ہے پڑھ لیں، جہاد میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں دین کی سربلندی "كلمة التوحيد لا إله إلا الله" کے لیے آپ نے جان تک بھی قربان کر دینی ہے تو جان قربان کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں آسان ہے؟! اس لیے جب اتنے بڑے مقام کی بات آئی ہے اب ساتھ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کا ہے تو اگلا پیغام دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (النساء:71)

(اے ایمان والو!)

﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾: اپنے بچاؤ کا سامان تیار کر لو (حِذر کہتے ہیں بچاؤ کرنا)۔

﴿فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝﴾: اور پھر نکلو دستوں کی صورت میں (یعنی گروہوں کی صورت میں الگ الگ) یا سب مل کر نکلو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے۔

اور جہاد نفس کا وہ مجاہدہ ہے جدوجہد کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے شرطوں کے ساتھ جو شرطیں قرآن اور سنت میں موجود ہیں کیونکہ جہاد عبادت ہے جیسا کہ نماز روزہ حج زکوۃ عبادات ہیں اور جہاد بھی عبادت ہے اور ہر عبادت کی شرطیں ہیں ان شروط کے مطابق جو ہے ہر عبادت کو انجام دیا جاتا ہے اور جہاد بھی ان ہی عبادات میں سے ہے اس لیے جہاد کی بھی شرطیں ہیں ان شرطوں کے مطابق جہاد کیا جاتا ہے۔

جو بغیر شرطوں کے عبادت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے پھر وہ جہاد نہیں ہوتا پھر آپ اسے فساد دیکھتے ہیں کیونکہ عبادت تو تھی ہی نہیں، اور جہاد میں اپنی مرضی نہیں ہوتی جیسا کہ نماز میں اپنی مرضی نہیں ہے آپ رکوع سے پہلے سجدہ نہیں کر سکتے آپ کو ارکان کی ترتیب دی گئی ہے کہ آپ نے ایسے کرنا ہے، بغیر وضو کے نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ شروط میں سے باوضو ہونا لازمی ہے اسی طریقے سے جہاد کی بھی شرطیں ہیں ان شروط کے مکمل ہونے کے بغیر جہاد شرعی ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ بغیر شروط کے ارکان کے نماز صحیح ہو نہیں سکتی۔

ہم نے نماز نبوی پڑھنی ہے ہم نے حج نبوی کرنا ہے اور ہم نے جہاد بھی نبوی جہاد ہی کرنا ہے یہ بہت اہم باتیں ہیں اس میں جوش جذبات کہ کود پڑو جان دے دو شہید ہو جاؤ اس کا کوئی کانسپٹ (Concept) نہیں ہے ہم نے شریعت کے مطابق جو عمل بھی کرنا ہے اس کے مطابق کرنا ہے۔

اس لیے پہلے اطاعت کی بات آئی ہے خوشخبری پہلے ہے اب آزمائش کا وقت آیا ہے کہ کیا جہاد جس پر اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے جان دینی ہے اس کا حق ادا ہو رہا ہے کہ نہیں ہو رہا، اگر اس میں حق ادا ہو گیا ہے تو الحمد للہ پھر نماز بھی آسان ہے زکوۃ، روزہ، حج باقی سارے اعمال آسان ہیں اگر یہاں پر غلطی ہو گئی ہے یہ حق ادا نہیں ہو سکتا پھر اور بھی مشکل ہو جائے گی تو اس لیے مشکل سے بات شروع کی ہے۔

﴿فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا﴾: اس میں سریہ اور غزوہ دونوں کا ذکر ہے۔

سریہ کیا ہوتا ہے؟ غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

(۱) سریہ یہ وہ جنگی دستہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک نہیں ہوتے تھے اور صحابہ میں سے کسی کو امیر بنا دیتے تھے اسے سریہ کہتے ہیں۔

﴿فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ﴾: یہ بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی صحابی کو جہاد کا امیر بنا کر بھیج دیتے تھے اور پھر وہ جہاد کر کے واپس آتے تھے اسے سریہ کہتے ہیں۔

(۲) ﴿اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا﴾: تم سب مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد پر جاؤ اسے کہتے ہیں

﴿اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا﴾: جسے غزوہ کہتے ہیں۔

اب مدینہ میں جہاد کے احکام جو ہیں جہاد کی جو مشروعیت ہے وہ ترتیب سے ہوئی ہے ایسے ہی فرض نہیں ہوا پہلی مرتبہ اس کے مراحل ہیں جہاد کے آگے بیان کروں گا ان شاءاللہ تو کیونکہ مدینہ میں منافقین بھی تھے کچھ رُکنا بھی چاہتے تھے اس لیے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾

(النساء:72-73)

﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ﴾: اور یقیناً بیشک تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ضرور پیچھے رہنے کے لیے دیر لگا دیں گے۔

بطیٔ کہتے ہیں سلو (Slow) کو، جو سلو (Slow) ہو جاتا ہے اور پیچھے رہ جاتا ہے، تو تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد پر نہیں جانا چاہتے پیچھے رہنا چاہتے ہیں کیونکہ پتہ ہے کہ آگے جان دینی ہے؛ بات آزمائش کی ہو رہی ہے نا اور اتباع کا حق ادا ہونا ہے فرمانبرداری کا حق ادا ہونا ہے تو پیچھے رہنا چاہتے ہیں کیونکہ اصل مسئلہ دل میں ہے اور یہ منافقین کا ذکر ہے۔

﴿مِنْكُمْ﴾ کیوں فرمایا ہے؟ کیونکہ ظاہری طور پر ہیں کس کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ ہی ہیں نا!

دیکھیں نا مدینہ میں یا تو مسلمان تھے یا کافر تھے اور کچھ منافقین تھے جنھوں نے ظاہراً کلمہ پڑھا اور باطن میں کفر باقی تھا تو ان کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد ہے اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ وہ کون ہیں، ﴿مِنْكُمْ﴾: یعنی کافروں میں سے نہیں تھے ظاہر وہ تمہارے ساتھی تھے کلمہ پڑھا ہے تمہارے ساتھ تو وہ جہاد میں نہیں جانا چاہتے رُکنا چاہتے ہیں کیونکہ آزمائش میں ناکام ہو گئے ہیں؛ منافق کہاں آزمائش میں کامیاب ہو سکتا ہے منافق تو نماز سے بھی کامیاب نہیں ہو سکتا!

اس لیے فجر کی اور عشاء کی نماز کیوں سب سے بھاری ہے منافقین پر؟ اور صحابہ پہچانتے کیسے تھے کہ فلاں منافق ہے یا نہیں؟ کہ نماز میں نہیں آتے تھے اور خصوصاً فجر کی نماز میں جو نہیں آتے تھے یا عشاء کی نماز میں تو پتہ چلتا جا کر کہ فلاں منافق ہے، دیکھتے اگر نماز کے لیے کوئی عذر شرعی نہیں ہے تو پتہ ہے کہ پھر یہ منافق ہے اس لیے نماز میں نہیں آتا، تو اسی طریقے سے جیسے نماز میں پیچھے رہتے تھے کچھ لوگ جہاد میں پیچھے رہنا چاہتے تھے۔

﴿وَاِنَّ مِنْكُمْ﴾: اس میں ﴿مِنْكُمْ﴾ سے مراد صحابہ نہیں ہیں۔

﴿لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ﴾: جو سلو(Slow) ہو جاتے ہیں پیچھے رہنا چاہتے ہیں پیچھے ہو جاتے ہیں۔

﴿فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ﴾: اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے یعنی تم میں سے کوئی قتل یا شہید ہو جاتا۔

﴿قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ﴾: وہ کہے گا کہ اللہ تعالی کا بڑا انعام ہے میرے اوپر۔

﴿اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝﴾: کہ میں اُن کے ساتھ تھا ہی نہیں (اگر میں ہوتا میں بھی مارا جاتا)۔

دیکھیں سبحان اللہ کچھ لوگ جان ہتھیلی پر رکھتے ہیں اللہ تعالی کے دین کی سربلندی کے لیے جان دے رہے ہیں اور یہ بدبخت کہتا ہے کہ اللہ کا شکر ہے میں تمہارے ساتھ نہیں تھا میں بچ گیا ہوں!

کب تک زندہ رہو گے یہ تو انعام اور احسان تھا کہ اگر مر جاتا اللہ تعالی کے راستے میں انبیاء، صدیقین، شہداء میں شامل ہو جاتا نا!

تو اس لیے خوشخبری پہلے دی ہے اور پھر بعد میں اس کا ذکر آیا ہے کہ شہادت بہت بڑا منصب ہے عام بات تھوڑی ہے اب اس عظیم منصب کو منافق کہاں سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں ایمان کا ذرّہ برابر بھی نہیں ہے۔

ہم نفاق اکبر کی بات کر رہے ہیں کہ منافق ہے اس کے دل میں تو ایمان کا ذرّہ برابر بھی نہیں ہے اس لیے وہ تو خوش ہے۔

آگے دیکھیں: ﴿وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾: اور اگر تمہیں اللہ تعالی کی طرف سے فضل کوئی نعمت پہنچے۔

یعنی کامیابی ہو گئی مال غنیمت مل گیا کیونکہ جب جہاد میں اللہ تعالی کامیابی عطا کرتا ہے کامیاب ہو جاتے ہیں مجاہدین تو پھر مال غنیمت اُن کو ملتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جو امیر ہوتا ہے وہ تقسیم کرتا ہے مجاہدین میں۔

﴿لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾: ﴿لَيَقُوْلَنَّ﴾: اب یہاں پر بھی کچھ کہتے ہیں یہ منافق جو ہیں۔

﴿كَانْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾: گویا کہ تم میں اور اس میں کوئی یاری دوستی موڈت کوئی تھی نہیں کبھی۔

﴿يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ﴾: کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے! ﴿فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾: میں بھی بہت بڑی عظیم کامیابی پالیتا۔

اس کے لیے یہی پیسہ ہی کامیابی ہے مال غنیمت ہی بہت بڑی کامیابی ہے: ﴿فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾: جبکہ مومن کے لیے جنت سب سے بڑی کامیابی ہے نا! مومن جو ہے جہاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی سربلندی کے لیے کرتا ہے۔

صرف مال غنیمت کے لیے نہیں جہاد کرتا وہ تو اس کو مل جاتا ہے انعام ملتا ہے دنیا میں چھوٹا سا اصل بات کیا ہے وہ کس لیے کرتا ہے؟ فوز عظیم کہاں پر ہے؟ یہ تو یہ کہہ رہا ہے فوز عظیم، ﴿فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ اس کے نزدیک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں پر فوز عظیم کا ذکر کیا جنت کو دیکھ لیں آپ وہاں پر جنت کا ذکر ہے مال غنیمت کا ذکر نہیں ہے؛ فوز عظیم، فضل عظیم جنت ہے اللہ تعالیٰ کی (سبحان اللہ)۔

تو اس کے انداز بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ شخص کہے گا ﴿فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾۔

اچھا ایک بڑا پیارا جملہ بیچ میں آگیا ہے: ﴿كَانْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾: گویا کہ تم میں اور اُن کے بیچ میں کچھ ہے ہی نہیں، جان پہچان کوئی محبت کچھ نہیں ہے۔ یہ کب؟ یہ پچھلی آیت کا ذکر ہے کہ جب اس نے دیکھا کوئی مصیبت پہنچی ہے تو ایسے دور دوڑتا ہے جیسے تمہیں جانتا ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں پر اس کا ذکر کیا ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہاں پر بھی اس کا یہی حال ہونا چاہیے نا؟! اس میں تقدیم اور تاخیر ہے خوبصورت انداز بیان ہے کہ کوئی جان پہچان نہیں ہے۔

﴿لَيَقُوْلَنَّ كَانْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾: پھر اس کے بعد ﴿يّٰلَيْتَنِيْ﴾: ﴿لَيَقُوْلَنَّ﴾، ﴿يّٰلَيْتَنِيْ﴾۔

دیکھیں ﴿لَيَقُوْلَنَّ﴾ کے بعد ﴿كَانْ﴾ ہے یہ جملہ اعتراضیہ ہے بیچ میں ایک جملہ ہے جس کا تعلق ﴿لَيَقُوْلَنَّ﴾ سے نہیں ہے، لام تاکید کے لیے نون ثقیلہ تاکید کے لیے ہے کہ "تو یقیناً کہے گا" تاکید کے ساتھ۔

کیا کہے گا؟ ﴿كَانْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾: یہ نہیں کہا اُس نے، اور کہا ﴿يّٰلَيْتَنِيْ﴾: تو یہ جملہ بیچ میں کیوں آیا ہے؟ اس لیے اوپر اس نے جب مصیبت میں دیکھا اس کے لیے مصیبت کیا ہے؟ کہ جب مومنوں کو شہید کیا گیا قتل کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں تو پھر کہا کہ اللہ کا شکر میں بچ گیا، خوش ہو گیا نا!

کتنا خوش ہوا؟ کہ ان کو تو جانتا ہی نہیں ہوں میں مشرکوں کو کہتے ہیں مجھے کیا پتہ یہ کون ہیں، جنگ میں اگر کبھی ہوتا بھی تو میں تو نہیں جانتا یہ کون ہے تو جان چھوٹ گئی اس کی نا، تو یہ جملہ یہاں پر بیان کیا ہے جبکہ بات فضل و کرم کی بات جیتنے کی کامیابی کی ہو رہی ہے کہ جب مسلمان کامیاب ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ یہ یاد دلا رہا ہے کہ یہ بات وہاں پر کرنی چاہیے تھی وہاں پر تمہیں بولنا چاہیے تھا، تو اللہ تعالیٰ نے یہاں پر اس کا ذکر کیا ہے۔

خوشی کی بات تو ہے ہی نہیں نا یہاں پر تو کہتے ہیں کہ میں تمہارا ساتھی ہوں، سوچیں کہ یا تو میں تمہارا دوست ہوں پیارا دوست ہوں مجھے بھی دے دو مال غنیمت میں تمہارے ساتھ ہی تھا دیکھو جہاد میں جبکہ یہاں پر انکار ہے: ﴿لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ﴾: اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس شخص کی حالت ایسی ہے کہ وہاں پر یہ کہنا چاہتا تھا کہہ نہیں سکا اب یہاں پر اللہ تعالیٰ نے خود بیان کر دیا (دل کی حالت اللہ تعالیٰ جانتا ہے

نااللہ نے خود بیان کیا ہے)، یہ یہ کہنا چاہتا تھااللہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ تمہارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے ایسے لوگوں سے بچیں اور اگر تمہیں موٴخر کرنا چاہتے ہیں جہاد سے تو ان کی بات مت سننا کیونکہ تمہارے بیچ میں کچھ منافقین بھی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کون ہیں۔

اور سیدنا حذیفہ کو اکثر کا پتہ بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی، وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ تھا عبداللہ بن اُبی بن سلول کا ذکر یہاں پر ہے کیونکہ وہ بھی پیچھے رہنا چاہتا تھا اور پھر جہاد میں وہ پیچھے ہو جاتا تھا یا جا کر صحابہ کو الٹی سیدھی باتیں کرتا تھا کہ وہاں پر مر جاؤ گے بندے بہت زیادہ ہیں تو ڈرانے کی کوشش کرتا تھا یہ سب اس میں شامل ہیں۔

مال غنیمت ملتا تو خوش ہو جاتے کہ ہم بھی ساتھ تھے، اُن کو مل جاتا نا ساتھ تو تھے نا جہاد میں ظاہراً تو مسلمان تھے تو اُن کو مل جاتا لیکن اگر کوئی شہید ہو جاتا اور وہ بچ جاتے "اللہ کا شکر ہے ہم تو ساتھ نہیں تھے ہم بچ گئے" (سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ رحم کرے)۔

تو یہ ان لوگوں کے تعلق سے چند باتیں ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ اگلی آیت سے بیان کریں گے:

﴿فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ :(النساء:74):

جہاد کے چند احکام اور مسائل:

(۱) قتال کیسے کیا جاتا ہے۔

(۲) اللہ کے راستے کا یہاں پر ذکر کیوں ہے، فی سبیل اللہ کا کیوں ذکر ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے جہاد میں۔

(۳) کیسے جہاد کا حق ادا ہوتا ہے۔ (۴) جب جہاد میں غلطی ہوتی تب کیا ہوتا ہے۔

(۴) اور جہاد کا مرحلہ جو سب سے پہلا مرحلہ ہے وہ کون سا تھا۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال: کثرت سے سجدے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مطلب یہ ہے کہ کثرت سے نماز کا اہتمام کرو فرائض اور نوافل کا تو کثرت سے سجدے ہوں گے زیادہ نماز پڑھیں گے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوگی اور پھر میرا قرب بھی اس اعتبار سے جنت میں ہو سکتا ہے۔

تو یہ نہیں ہے کہ صرف ساتھ کافی ہے فلاں فلاں آپ کا دوست ہے بغیر عمل کے آپ جنت میں جاؤ گے، نہیں! جبکہ عمل جنت کا معاوضہ نہیں ہے سبب ہے تو آپ سبب اختیار کرو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو عمل کرنے والے بنو پھر جنت میں ملاقات ہو سکتی ہے ساتھ ہو سکتا ہے۔

"أَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ": میری بھی اعانت کرو آپ اپنی بھی اعانت کرو کثرت سے نماز پڑھو اور اس کا حق ادا کرو؛ تو سجدے سے مراد الصلاۃ ہے الگ سے سجدہ نہیں ہے۔

"فرض اور نوافل": فرض کو چھوڑ کر نوافل کا کیا فائدہ ہے؟! ظاہر ہے نماز سے مراد کثرت سجود سے مراد نماز ہے اور جب نماز کی بات آتی ہے تو سب سے پہلے فرائض ہیں؛ کیونکہ کچھ لوگ صلاۃ اللیل تو پڑھتے ہیں اور فجر کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو فائدہ کیا ہے تہجد کو پڑھنے کا جب فجر کی نماز فرض ہی آپ نے نہیں پڑھی؟!

سوال: مسجد ضرار کا جو واقعہ ہے، وہ واقعہ ثابت ہے؟

جواب: مسجد ضرار تو ہے سورۃ التوبہ میں ہے صحیح واقعہ ہے اور مسجد کو جلا دیا تھا؛ مسجد کو جلایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ورنہ مسجد کو کوئی جلاتا ہے؟! منافقین کہتے ہیں کہ دیکھو یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں دیکھو مسجد کو جلا دیا اس نے؟ تو آزمائش ہے۔

تو بہت ساری آزمائشیں ہیں ایسے تھوڑا ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پر نماز پڑھنے کے لیے جا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے کہ ادھر مت جائیں! مسجد قباء جو سب سے پہلی مسجد تھی تقویٰ پر قائم ہوئی وہاں پر نماز پڑھیں یہاں پر کہاں پڑھنے جا رہے ہیں؟! تو اللہ تعالیٰ نے خود منع کیا ہے یہ صحیح واقعہ ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 14-004: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:69-73) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio